دلِ مردہ ’’دل‘‘ نہیں، اُسے زندہ کردوبارہ

مولانا عبدالقوی ذکی حسامی
امام وخطیب مسجد لطف اللہ، دھاتو نگر، حیدرآباد، انڈیا

اللہ رب العزت نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا، اس کو اشرف المخلوقات کا تمغہ دیا، انسان کی خلقت و بناوٹ میں اپنی قدرت کے انمول نظارے جلوہ گر کیے۔ یہ انسان دو چیزوں کا مرکب ہے: جسم اور روح۔ جسم اور روح کے درمیان بڑا گہرا رشتہ ہے، دونوں ساتھ رہیں تو زندگی، جدا ہو جائیں تو موت۔ ان دو عنصروں سے انسان کا تعارف ہے۔ دونوں کی نشو ونما مختلف، دونوں کی غذا اور تر و تازگی کی راہیں مختلف، دونوں کے سامانِ تسکین مختلف ہیں۔ جسم کا تعلق ظاہر سے ہے، روح کا باطن سے ہے۔ ایک ظاہر کی زندگی اور موت ہے، ایک باطن کی زندگی اور موت ہے۔ جس طرح دل کی تین رگیں مفلوج ہو جائیں تو ظاہر کی موت کا پتہ چلتا ہے، اسی طرح تین جگہوں پر اپنے دل (روح) کی کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ آیا وہ زندہ ہے یا مردہ؟! اور یہی وہ روح ہے جس سے انسان کو خدا شناسی حاصل ہوتی ہے، اسی سے انسان ’انسان‘ بنتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ دل اچھا ہے یا مردہ؟ کیسے معلوم کیا جائے؟ آپ نے فرمایا: وہ تین باتیں ہیں جن سے دل کی زندگی اور موت کا پتہ چلتا ہے، وہ تین باتیں یہ ہیں:

’’اُطلب قلبک في ثلٰث مواطن: ۱:-عند سماع القرآن، ۲:-وفي مجلس الذکر، ۳:-وفي وقت الخلوۃ، فإن لم تجدہ في ھٰذہ المواطن، فاعلم أنه لا قلب لک، فاسئل اللّٰہ قلبًا آخر.‘‘

’’تین جگہوں پر اپنے دل کی جانچ کرو: ۱:-قرآن مجید کی سماعت (سننے) کے وقت، ۲:-ذکر کی مجلس میں، ۳:-خلوت میں (یعنی خوفِ خدا کا احساس)۔ (تمہارا دل ان جگہوں پر مطمئن ہے تو سمجھ لو کہ دل زندہ ہے) اور اگر ان جگہوں پر دل کو نہیں پاتے، (یعنی ان جگہوں پر دل نہیں لگتا) تو جان لو کہ تمہارا دل ہے ہی نہیں، (یعنی مردہ ہو گیا ہے) لہٰذا

اللہ سے دوسرے (یعنی زندہ دل) کا سوال کرو۔‘‘

۱:-قرآن کی سماعت

سب سے پہلی چیز قرآن مجید کی سماعت ہے۔ قرآن مجید دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جو آج بھی اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے، اور کیوں نہ ہو، جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لے رکھا ہے: ’’إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ.‘‘ (الحجر:۹) اس کی طرف منسوب ہر عمل باعثِ اجر وثواب ہے، اس کتاب کا پڑھنا، سننا، سمجھنا، غور وفکر کرنا، تعلیم وتعلم کرنا، جہاں اُخروی اعتبار سے فائدہ مند ہے، وہیں دنیوی لحاظ سے باعثِ خیر وبرکت اور سامانِ تسکینِ قلب ہے۔ قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے، اس کتاب سے ہدایت اُسے ہی نصیب ہوتی ہے جو اس کا قدردان اور طالبِ ہدیٰ ہو، جو اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوگا، اس کے لیے حجت بنے گا، اور اگر کوئی اس سے روگردانی کرے، یعنی اس کی تعلیمات پر عمل آوری نہ کرے، اُن کے خلاف بروزِ قیامت گواہی دے گا۔ مولانا علی میاں ندویؒ فرماتے ہیں کہ: تین باتیں ایسی ہیں وہ اگر مسلمانوں میں بھی پائی جائیں تو کلام اللہ سے استفادہ ممکن نہیں، وہ تین باتیں یہ ہیں: ۱:-تکبر، ۲:-قرآن مجید میں بغیر علم کے مجادلہ کرنا، ۳:-انکارِ آخرت اور دنیا پرستی۔ (مطالعۂ قرآن کے اصول ومبادی)

جس کا دل قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور سننے میں لگتا ہو اور قرآن کریم کے وعدے، نصیحتیں اور وعیدات وزجر وتنبیہات اس پر اثر انداز ہوتی ہوں تو وہ جان لے کہ اس آدمی کا دل زندہ ہے، ورنہ اس کا دل مردہ ہے۔

۲:-ذکر کی مجلس

جس کا دل ذکر کی مجلس میں بیٹھنے پر آمادہ ہو تو جان لے کہ اس آدمی کا دل زندہ ہے، ورنہ وہ دل مردہ ہے۔ یاد رکھو! ایک حدیث میں ذکر کرنے والوں کو زندہ اور نہ کرنے والوں کو مردہ بتایا گیا ہے، یعنی ان کا دل ذکر نہ کرنے کی وجہ سے مردہ ہوگیا، ان کی روحانیت زندہ نہ رہی:

’’عن أبي موسیٰ الأشعريؓ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: مثل الذي يذكر ربهٗ والذي لا يذكر مثل الحي والميت.‘‘ (بخاری ومسلم، بحوالہ مشکوٰۃ)

روح کی تازگی اور اس کی بقائے حیات کے لیے ذکر غذا کے مانند ہے، ورنہ ایسے قلب کا شمار مردوں میں ہوتا ہے، قرآن مجید میں سکونِ قلب کا سامان ذکر کو بتایا گیا ہے: ’’أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ.‘‘ (الرعد:۲۸)

صاحبِ تفسیرِ مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے فرمایا: ’’ذکر سے مراد قرآن اور سکون

سے مراد ایمان ہے۔‘‘ (تفسیر مظہری) کیونکہ ایمان دلوں کا ذریعۂ سکون اور نفاق دلوں کی بے چینی کا سبب ہے۔ اللہ کی یاد سے شیطانی وساوس دور ہوتے ہیں جو، انسان کے لیے پریشانی کا باعث ہیں۔ ایک جگہ اللہ رب العزت نے ذکر کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے اُسے میں یاد کرتا ہوں:
’’فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ . ‘‘ (البقرۃ:۱۵۲)

بندہ اگر چاہے کہ اس کا تذکرہ اللہ کے یہاں ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کے احکامات کو بجا لائے کہ اس وقت میرا اللہ مجھ سے کیا چاہ رہا ہے۔ بزرگانِ دین نے اللہ کو یاد رکھنے کی آسان صورت یہ بتائی کہ آدمی جب سیڑھیوں یا کسی اور چیز پر چڑھے تو اللّٰہ أکبر، نیچے اُترے تو سبحان اللّٰہ اور جب برابر چلے تو لا إلٰہ إلا اللّٰہ کہنے کا اہتمام کرے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

’’ہر آدمی کے دل میں دو کوٹھڑیاں ہیں: ایک میں فرشتہ اور دوسرے میں شیطان رہتا ہے، جب آدمی ذکر کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے، اور اگر غافل ہو تو وساوس ڈالتا ہے۔‘‘ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۳:- خلوت میں خدا کا خوف

تیسری علامت دل کے زندہ اور مردہ ہونے کی جو بیان کی گئی ہے، وہ خلوت میں خدا کا خوف ہے۔ ایک طویل حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا، جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، اس میں سے ایک وہ آدمی بھی ہے جو تنہائی میں اللہ کے خوف سے روتا ہو:

’’سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ، يَوْمَ لَاظِلَّ إِلَّا ظِلُّهٗ ...... وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.‘‘ (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۶۶۰)

آدمی کا تقویٰ تنہائی میں معلوم ہوتا ہے، جہاں اس کو کوئی نہ دیکھتا ہو اور نہ وہ کسی کو دیکھتا ہو، ایسی جگہ پر اللہ سے ڈرے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ .‘‘ (سنن الترمذی، رقم الحدیث:۱۹۸۷)......’’تم جہاں کہیں بھی رہو اللہ سے ڈرو۔‘‘ جلوت میں ہو یا خلوت میں، عبادات ہوں یا معاملات، غرض ہر موقع ومحل میں اللہ سے ڈرے، کہیں ہم سے اس کی خطا نہ ہوجائے اور وہ ہم سے ناراض ہوجائے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر ارشادِ باری ہے:

’’إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .‘‘ (سورۃ المجادلۃ:۷)

’’تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے، اور کل قیامت کو بتلائے گا تمہارے کیے

اعمال کو۔‘‘

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کے ارشادِ گرامی کا مفہوم یہ ہے کہ:

’’اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو پانچ قسم کے انعامات سے نوازے گا:

۱:- پہلا انعام دنیا و آخرت کے مصائب و مشکلات سے نجات کا راستہ ہموار کرے گا۔

۲:- دوسرا انعام یہ ہے کہ اس کو روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔

۳:- تیسرا انعام یہ ہے کہ اللہ اس کے کام کو آسان فرمائے گا۔

۴:- چوتھا انعام یہ ہے کہ اس کی سیئات کو مٹا دے گا۔

۵:- پانچواں انعام یہ ہے کہ اس کے اَجر کو بڑھا دے گا۔‘‘ (سورۃ الطلاق)

حقیقت یہ ہے کہ تنہائی کا گناہ آدمی کو خدا سے اس قدر دور کر دیتا ہے جس قدر تنہائی کی نیکی قریب کر دیتی ہے۔ اللہ کے یہاں ساری نوعِ انسانیت برابر ہے، کسی کی برتری اور کمتری نہیں ہے: ’’مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ إِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ‘‘ اگر کوئی اللہ کے یہاں اپنا مقام بنانا چاہے تو تقویٰ اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ’’إِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ أَتْقَاکُمْ.‘‘

کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وإذا خلوت بريبة في ظلمة ... والنفس داعية إلى الطغيان

فاستحي من نظر الإلٰه وقل لها ... إن الذي خلق الظلام يراني

’’جب تو کسی اندھیرے میں برائی کے لیے قدم اُٹھائے، تیرے دل میں اس برائی کا داعیہ ہو تو اس وقت تو اللہ کی نظر سے حیا کر اور نفس سے کہہ کہ جس نے اندھیرا پیدا کیا، وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔‘‘

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....

دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کی درخواست

ماہنامہ بینات کے پرانے قاری جناب سید سعود احمد ولد احمد میاں صاحب (بہاولپور) کا گزشتہ دنوں انتقال ہوگیا ہے، إنا للّٰہ وإنا إليه راجعون، اللّٰھم اغفر لهٗ وارحمه وعافه واعف عنه وأكرم نزلهٗ ووسّع مدخلهٗ، آمین.

قارئینِ بینات سے اُن کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔